کبارِ تابعین کی اصطلاح

تعارف وتجزیہ اور مرتبہ ومقام

مولانا عصمت اللہ نظامانی
فاضل جامعہ

علومِ حدیث کا کوئی طالبِ علم ''کبارِ تابعین'' کی اصطلاح سے ناواقف نہیں ہوگا، متعدد حدیثی فروع اور مصطلحات میں ''کبارِ تابعین'' کا حکم صحابہ کرامؓ کی طرح دیگر رواۃ اور لوگوں سے مختلف ہوتا ہے، اور اس کا بعض فقہی مسائل پر بھی اثر پڑسکتا ہے۔ نیز فنِ رجال اور جرح وتعدیل کی کتب میں کئی حضرات کے تراجم میں ''وكان من كبار التابعين'' جیسے الفاظ موجود ہوتے ہیں، لیکن کبارِ تابعین کا مفہوم ذکر نہیں کیا جاتا، اسی طرح اصولِ حدیث کی کتب میں بھی کبارِ تابعین سے متعلق معلومات یکجا مذکور نہیں، لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ''کبارِ تابعین'' کی اصطلاح کا تعارف اور اس سے متعلقہ اصولی وحدیثی مباحث اختصار کے ساتھ جمع کردیئے جائیں؛ تاکہ ''کبارِ تابعین'' سے متعلق مباحث ذہن نشین اور مستحضر رکھنا آسان ہو۔

کبارِ تابعین کا معنی ومصداق

کبارِ تابعین کے لغوی معنی ''بڑے تابعین'' کے ہیں، اور یہ جمع ہے، واحد کے لیے ''تابعی کبیر'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے، لیکن اصطلاح میں ''تابعی کبیر'' کا معنی ومفہوم کیا ہے؟ اور یہ لفظ کن حضرات کے لیے بولا جاتا ہے تو اس بارے میں اہلِ علم کا کچھ اختلاف ہے، جو کہ حسبِ ذیل ہے:

① - جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اسلام لایا ہو، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہوئی ہو تو ایسے شخص کو ''تابعی کبیر'' کہیں گے۔ نیز اس کو ''مخضرم'' بھی کہتے ہیں، تو گویا کہ مخضرمین حضرات ہی کبارِ تابعین ہیں۔ (۱)

② - جس شخص نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے ملاقات کی ہو، اس کو تابعی کبیر کہیں

گے، بخلاف اس تابعی کے جس کو چند صحابہؓ سے ملاقات کا شرف حاصل رہا ہو۔ (۲)

③- جو شخص کبار صحابہؓ یعنی بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شرفِ ملاقات حاصل کر چکا ہو، اس کو تابعی کبیر کہیں گے، بخلاف اس تابعی کے جس نے چھوٹے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہو۔ (۳)

④- جس شخص کی اکثر روایات بلاواسطہ صحابہ کرامؓ سے ہوں، وہ تابعی کبیر ہے، نہ کہ وہ تابعی جس کی اکثر روایتیں حضرات تابعین سے ہوں۔ (۴)

⑤- جس تابعی نے تمام ''عشرہ مبشرہؓ'' یا ان میں سے اکثر سے ملاقات کی ہو، وہ تابعی کبیر ہے، بخلاف اس تابعی کے جو ان میں سے کسی سے نہ ملا ہو، یا ایک دو سے ملاقات کی ہو۔ (۵)

ان تمام اقوال میں کوئی تضاد نہیں، لہٰذا ممکن ہے کہ کسی تابعی پر یہ تمام اقوال یا ان میں سے اکثر صادق آتے ہوں۔

کبار تابعین کی مراسیل کا مقبول ہونا

امام شافعیؒ، ان کے مقلدین اور متعدد حضراتِ محدثین مراسیلِ صحابہؓ اور چند شرائط کے ساتھ کبار تابعین کی مرسل روایات کے علاوہ کسی دوسرے تابعی وغیرہ کی مرسل روایت قبول نہیں کرتے، جبکہ احناف اور مالکیہ وغیرہ کے نزدیک تو مرسل روایت بعض شرطوں کے ساتھ مطلقاً قابلِ قبول ہے، اس اعتبار سے کبار تابعین کی مرسل روایت قبول کرنے پر اکثر اہلِ علم کا اتفاق ہوا، چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ومن نظر في العلم بخبرة وقلة غفلة، استوحش من مرسل كل من دون كبار التابعين.''(۶)

ترجمہ: ''جو شخص علم میں گہری نظر رکھتا ہوگا وہ کبار تابعین کے علاوہ تمام اشخاص کی مرسل روایت سے وحشت محسوس کرے گا۔''

بلکہ کبار تابعین کے علاوہ دیگر حضرات کی مرسل روایت کے بارے میں امام شافعیؒ نے تو یہاں تک فرمایا ہے:

''فأما من بعد كبار التابعين . . . فلا أعلم منهم واحداً يقبل مرسلهٔ.''(۷)

ترجمہ: ''کبار تابعین کے بعد والے حضرات میں سے کسی ایک شخص کو بھی میں نہیں جانتا جس کی مرسل روایت قبول کی جائے۔''

اس کی وجہ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کی ہے کہ کبار تابعین جب مرسل روایت ذکر کرتے تو عام

طور پر صحابیؓ کا واسطہ حذف ہوتا تھا، اور صحابیؓ کے علاوہ کسی دوسرے سے شاذ ونادر حدیث لیتے تو ثقہ سے ہی لیتے تھے، جبکہ یہ بات کبار تابعین کے علاوہ میں نہیں۔ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

’’وكبار التابعين قل أن يرسلوا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا عن صحابي، وإن اتفق غيرهُ نادرا فعن ثقة.‘‘(۸)

’’کبار تابعین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت ذکر کرتے تو عام طور پر صحابیؓ کا واسطہ حذف ہوتا تھا، اور صحابیؓ کے علاوہ کسی دوسرے سے شاذ ونادر حدیث لیتے تو ثقہ سے ہی لیتے تھے۔‘‘

مرسل روایت کی تعریف میں کبار تابعین کی شرط

کبار تابعین جب مرسل روایت ذکر کرتے تو عام طور پر صحابیؓ کا واسطہ حذف ہوتا تھا، اور صحابیؓ کے علاوہ کسی دوسرے سے شاذ ونادر حدیث لیتے تو ثقہ سے ہی لیتے تھے، جبکہ یہ بات کبار تابعین کے علاوہ میں نہیں۔ علامہ ابن ہمامؒ کی عبارت ملاحظہ ہو:

جمہور فقہاء ومحدثین کے نزدیک اگرچہ مرسل روایت کبار تابعین کے ساتھ خاص نہیں، لیکن اہلِ علم کی ایک جماعت ایسی بھی ہے جنہوں نے مرسل روایت کی تعریف میں کبار تابعین کی شرط لگائی ہے، یعنی اگر تابعی کبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حدیث منسوب کرکے بیان کرے گا تو اسے مرسل کہیں گے، کبار تابعین کے علاوہ اگر کسی دوسرے تابعی وغیرہ نے صحابیؓ کا واسطہ حذف کرکے روایت بیان کی تو اسے مرسل نہیں کہا جائے گا، چنانچہ علامہ ابنِ حجرؒ نے مرسل روایت کی ایک تعریف حسبِ ذیل ذکر کی ہے:

’’هو ما أضافه التابعي الكبير إلى النبي صلى الله عليه وسلم فيخرج بذلك ما أضافهُ صغار التابعين ومن بعدهم.‘‘(۹)

ترجمہ: ’’مرسل وہ روایت ہے جو تابعی کبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے بیان کرے، اس تعریف سے وہ روایت نکل جائے گی جو صغار تابعین یا ان کے بعد کے لوگ بیان کریں گے۔‘‘

اسی طرح حافظ ابنِ حجرؒ کے استاذ علامہ ابناسیؒ مرسل حدیث کی تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’وصورته التي لا خلاف فيها حديث التابعي الكبير.‘‘(۱۰)

یعنی ''مرسل روایت کی متفقہ صورت تابعی کبیر کی حدیث ہے۔''

کبار تابعین کی جہالت کا مضر نہ ہونا

حضراتِ محدثینؒ صحابیؓ کے علاوہ کسی دوسرے راوی کی جہالت کو اسبابِ طعن میں شمار کرتے ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک حدیث کی صحت کے لیے راوی کا معلوم ومعروف ہونا ضروری ہے، البتہ کبار تابعین کو وہ اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں کہ اگر کوئی راوی تابعی کبیر ہو تو اس کی جہالت صحتِ حدیث سے مانع نہیں ہوگی؛ کیونکہ ان پر صدق وعدالت جیسے اوصاف غالب تھے، جرح وطعن کے اسباب کم ہی پائے جاتے تھے، نیز اس حکم میں اوساطِ تابعین بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ علامہ ذہبیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''وأما المجهولون من الرواة، فإن كان الرجل من كبار التابعين أو أوساطهم احتمل حديثه .''(۱۱)

یعنی ''مجہول راوی اگر کبار تابعین یا اوساط میں سے ہو، اس کی حدیث (جہالت کے باوجود) قابلِ تحمل ہوگی، یعنی اسے لیا جائے گا۔''

علمِ حدیث میں کبار تابعین کے تفردات مقبول ہونا

علمِ حدیث میں ''تفرد'' ایک خاص اصطلاح ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی روایت یا اس کا جزء صرف ایک فرد سے منقول ہو، تو چونکہ وہ روایت یا اس کا جزء صرف ایک ہی فرد نے بیان کیا ہے، دیگر ائمۂ فن نے ذکر نہیں کیا، لہٰذا اس میں ایک گونا شک واقع ہوگیا، اس لیے حضرات محدثین اس تفرد کے سلسلے میں یہ دیکھتے ہیں کہ وہ اس کا راوی کیسا ہے؟ اور وہ دوسرے حضرات کی روایت کے مخالف تو نہیں؟ لیکن اگر تفرد کبار تابعین سے صادر ہو تو اس صورت میں اسے قبول کیا جاتا ہے؛ کیونکہ اس زمانے میں اسناد زیادہ نہیں تھیں، اس لیے یہ عین ممکن تھا کہ کوئی روایت ایک راوی کو ملے، لیکن دوسرے حضرات کو نہ مل سکے۔ (۱۲)

کبار تابعین کے خصائص وامتیازات

اہلِ علم نے کبار تابعین کے بعض خصائص وامتیازات ذکر کیے ہیں جو دیگر حضرات تابعین اور بعد میں آنے والوں میں نہیں پائے گئے۔ ایک یہ کہ کبار تابعین میں وضع یعنی احادیث گھڑنے والے بہت کم، بلکہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ (۱۳) پھر بعد میں وضاع وکذاب لوگ ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ دوسری یہ کہ کبار تابعین نے احادیث کی نشر واشاعت میں بالکل صحابہ کرامؓ کا سا منہج اپنایا، چنانچہ امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

”اتبع كبار التابعين الصحابة الكرامؓ في اهتمامهم بشأن الحديث ونشره بطريق الرواية.“(۱۴)

ترجمہ: ”کبار تابعین نے حدیث کے اہتمام اور روایت کے ذریعے اس کی نشر واشاعت میں صحابہ کرامؓ کی پیروی کی۔“

اسی طرح اور بھی متعدد امور ہیں جن میں کبار تابعین دیگر لوگوں سے ممتاز ہیں۔

مشہور کبار تابعین

مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ کو کبار تابعین میں شمار کیا جاتا ہے، اور ان کے نام یہ ہیں: سعید بن المسیب، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، خارجہ بن زید، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، اور سلیمان بن یسار۔(۱۵) نیز حضرت قیس بن ابی حازمؒ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حضرات تابعین میں ان کے علاوہ تمام عشرہ مبشرہؓ سے روایت کرنے والا اور کوئی نہیں، چنانچہ علامہ زین الدین عراقیؒ تحریر فرماتے ہیں:

”قيس بن أبي حازم سمع العشرة وروى عنهم، وليس في التابعين أحد روى عن العشرة سواه.“(۱۶)

ترجمہ: ”قیس بن ابی حازم نے عشرہ مبشرہؓ سے سماع کیا ہے، اور تابعین میں ان کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے ان تمام سے روایت کی ہو۔“

خلاصہ یہ ہے کہ علومِ حدیث سے متعلق متعدد احکام و مصطلحات میں کبار تابعین کو خصوصی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے، جس میں وہ دیگر تابعین اور رواۃِ حدیث سے ممتاز ہوتے ہیں، ان میں سے چند ایک مسائل اوپر ذکر کردیئے گئے ہیں۔ البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ بسا اوقات اوساط، بلکہ صغار تابعین پر بھی کبار تابعین کا لفظ بولا جاتا ہے۔(۱۷) اور اس صورت میں اصطلاحی ”تابعی کبیر“ مراد نہیں ہوتا، بلکہ لغت وغیرہ کے اعتبار سے کسی کا بلند مقام ومرتبہ ظاہر کرنے کی غرض سے اس کو کبار تابعین میں ذکر کیا جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

١- نزهة النظر شرح نخبة الفكر لابن حجر، (ص:١٣٦)، الناشر: قديمي كتب خانه

٢- فتح المغيث بشرح ألفية الحديث للسخاوي، (١٧٠/ ١)، الناشر: مكتبة السنة- مصر، ط:١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م

٣- النكت على كتاب ابن الصلاح لابن حجر، (٥٦٣/ ٢)، الناشر: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية- المدينة المنورة، ط:١٤٠٤هـ- ١٩٨٤م

٤- حاشية العطار على شرح الجلال المحلي على جمع الجوامع للعطار، (٢٠٣/ ٢)، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٥- معرفة علوم الحديث للحاكم، النوع الرابع عشر، (ص:٨٨)، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

٦- الرسالة للشافعي، (ص:٤٦٧)، الناشر: مكتبة الحلبي، مصر

٧- المصدر السابق، (ص:٤٦٥)

٨- فتح القدير لابن الهمام، (٢١٤/ ٤)، الناشر: دار الفكر، بيروت

٩- النكت على كتاب ابن الصلاح لابن حجر، (٥٤٣/ ٢)

١٠-الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح للأبناسي، (١٤٧/ ١)، الناشر: مكتبة الرشد- الرياض، ط:١٤١٨هـ- ١٩٩٨م

١١- ديوان الضعفاء والمتروكين للذهبي، (ص: ٣٧٤)

١٢- أثر اختلاف الأسانيد والمتون في اختلاف الفقهاء لماهر ياسين فحل، (ص:٩٣)، الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت- والشاذ والمنكر وزيادة الثقة لأبي ذر عبد القادر المحمدي، (ص:٤٥)، الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت، ط:١٤٢٦هـ- ٢٠٠٥م

١٣-السنة قبل التدوين، محمد عجاج الخطيب، (ص:١٩٣)، الناشر: دار الفكر- بيروت، ط:١٤٠٠هـ- ١٩٨٠م

١٤-معرفة علوم الحديث للحاكم، (ص:١٤)

١٥-معرفة أنواع علوم الحديث لابن الصلاح، (ص:٤٠٨)، الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت، ط: ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م

١٦-التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح للعراقي، (ص:٣٢٠)، الناشر: المكتبة السلفية، المدينة المنورة

١٧- المفصل في علوم الحديث لعلي بن نايف الشحوذ، (٢٨٧/ ١)